Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 03, Issue 02, July-December 2024, PP: 109-136
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v3i2.3631
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

سورتوں و مصحف سے نظم کے اعجاز کا ثبوت

Proof of the miracles of poetry from Surahs and Mushaf

Hafiz Zaheer Ahmad Ahsan
Research scholar, Department of Islamic Studies, Government College University Faisalabad
abdulmananbsis748@gmail.com

Dr. Mohammed Hamid Raza
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad
drhamidraza@gmail.com

Abstract

The miraculous eloquence of the Qur'an has been a subject of fascination and contemplation for centuries. This paper explores the poetic marvels found within the structure and composition of Qur'anic Surahs and the Mushaf as a whole. By examining the literary harmony, rhythmic patterns, semantic coherence, and thematic connectivity among the Surahs, the research highlights how the Qur'an, without conforming to traditional Arabic poetry or prose, presents an unparalleled mode of expression. The study provides a linguistic and rhetorical analysis of selected Surahs to demonstrate how the divine text embodies a unique form of nazm (coherent order), which not only transcends literary norms but also establishes a spiritual rhythm that resonates with listeners and readers alike. The arrangement of verses, the balance of sound and meaning, the recurrence of themes, and the deliberate placement of words contribute to the inimitable nature of the Qur'anic discourse. Furthermore, the Mushaf's compilation is shown not as a random collection but as a structured textual miracle, where thematic unity and internal connections between Surahs reflect divine wisdom. These elements serve as intrinsic proof of the Qur'an's inimitability (iʿjāz), emphasizing that the power of its language lies not just in content but in its magnificent form.
This abstract thus aims to reaffirm that the Qur'an's composition stands as an enduring literary miracle—surpassing human capacity and remaining unmatched in both depth and beauty.
Keywords: *Qur'an, Surahs, Mushaf, poetic structure, iʿjāz al-Qurʾān, coherence (nazm), literary miracle, rhetorical beauty*

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1. موضوع کا تعارف

قرآن کریم ایک دائمی اور ابدی کتاب ہے یہ اقوال کا مجموعہ نہیں ہے بکہ ایک باقاعدہ کتاب ہے یہ نہ صرف ترقی اور ہنمائی کا ذریعہ ہے بلکہ نظم وربط اور فصاحت وبلاغت کی بھی ایک شکل ہے اس کی سب سے چھوٹی وحدت سورۃ ہے قرآن کریم سورتوں کی شکل میں بیان ہوا ہے جس میں ایک موضوع کو سامنے رکھ کر بات شروع ہوتی ہے اور آگے بڑھتے ہوئے پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے آپ بات کو ایک جگہ سے شروع کر کے پھر اس کے سیاق وسباق میں کرتے چلیں جائیں اور آپ نے اس بات کو ترتیب کے ساتھ ختم کر دیا یہ کام نظم وربط کہلاتا ہے کلام کو منتشر نہیں کیا بلکہ اس کو ایک نقطہ سے شروع کر کے دوسرے نقطہ تک پہنچایا ہے۔

اسی طرح قرآن میں بھی سورتوں اور مضامین کو ترتیب دی گئی ہے رسول اللہ ﷺ کی دعوت یعنی (اللہ کی بات کا پیغام پہنچانا) کہیں انذار وتبشیر اور پھر کہیں مکالمہ ہوا تو اس پر اللہ کی طرف سے فیصلہ کا آجانا یہ سب کچھ قرآن میں ایک نظم کے ساتھ بیان ہوا ہے قرآن کے ان مضامین میں نظم وربط اور بلاغت کا ایسا تصور بھی انسانی عقل سے باہر ہے اس کی ہر آیت جدا مضمون کی حامل ہے مگر پھر بھی ان کے درمیان نہایت لطیف ربط پایا جاتا ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن کریم تو اللہ کا کلام ہے ہم اگر کسی انسانی علمی کلام کو ہی لیں اور اس کو پڑھ کر سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس میں ایک صورت ہے کہ جملے کا جملے سے کوئی تعلق نہ جوڑا جائے یا جملوں کو مصنف کی ترتیب کے مطابق ملا کر پڑھا جائے تو اس میں ظاہری بات ہے کہ قاری کے ذہن پر جو تاثر مربوط جملوں کا ہو گا وہ جدا جملوں میں ممکن نہیں۔ مولانا تقی عثمانی اس حوالے سے

فرماتے ہیں کہ: اس ربط کو بظاہر اتنا دقیق اور غامض رکھنے کی حکمت بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہر آیت کی ایک مستقل حیثیت برقرار رہے اور اس کے الفاظ کا عموم ختم نہ ہونے پائے تاکہ "العبرۃ بعموم اللفظ" پر عمل کرنا آسان ہو۔[1] اس کے علاوہ اس زمانے میں اہل عرب کے خطبات اور قصے کہانیوں کا اسلوب نہیں ہوتا تھا کہ ان کے مضامین مرتب اور مربوط ہونے کی بجائے مستقل حیثیت رکھتے تھے۔ لہذا یہ طریقہ اس دور کے ادبی ذوق کے عین مطابق تھا چنانچہ اگر سرسری نظر سے دیکھا جائے تو قرآن کریم کی ہر آیت مستقل معلوم ہوگی۔ اس طرح قرآن مجید نے اپنے ربط میں جو اسلوب اختیار کیا وہ اس کا دقیق ترین اعجاز ہے۔[2]

2. نظم سور قرآن اور دیگر کتب ساویہ

قرآن مجید کے برعکس بائبل کی کتابوں میں اجزاء کو موضوعات کے حساب سے مرتب کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے کتاب پیدائش ہے جس میں بتایا گیا کہ کائنات کیسے پیدا ہوئی، کن کن مراحل میں پیدا ہوئی، پہلے کیا پیدا ہوا، پھر کیا پیدا ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ابتدائی انسانی نسلوں کی پیدائش ہی کی کوئی داستان یا چارٹ ہے۔ اس کے بعد ایک اور حصہ آتا ہے۔ جس کا عنوان اعداد یا گنتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ شاید کوئی مردم شماری کی رپورٹ ہے یہ حصہ بجائے کسی آسمانی کتاب کے اعداد وشمار کی ایک رپورٹ معلوم ہوتی ہے۔

بائبل کے جس قاری کو ان اعداد و شمار سے دلچسپی نہیں ہے وہ اس حصہ کو نہیں پڑھے گا، اس کا نتیجہ یہ نکلے گا جیسا کہ تورات کے بارے میں نکلا کہ لاکھوں نہیں کروڑوں یہودی اور عیسائی ایسے ملیں گے جنہوں نے کبھی پوری تورات کھول کر نہیں پڑھی۔ اس لیے کہ انہوں نے تورات کے ان حصوں میں کوئی دلچسپی نہیں لی جو ان کے لیے غیر دلچسپ تھے۔ انہوں نے تورات کا صرف وہی حصہ دیکھا جس کی ان کو ضرورت تھی یا جس سے کسی نہ کسی وجہ سے انہیں واسطہ تھا۔ اس مخصوص حصہ کے علاوہ انہیں کوئی بحث نہیں تھی کہ تورات میں کیا لکھا ہے اور کیا نہیں لکھا۔

اگر قرآن مجید بھی اسی ترتیب سے ہوتا کہ اس میں مختلف مسائل اور احکام الگ الگ بیان ہوئے ہوتے۔ مثلا ایک سورہ قانون ہوتی، ایک سورہ عقائد ہوتی، ایک سورہ اخلاق ہوتی تو قرآن پاک سے مسلمانوں کی دلچسپی کا بھی شاید وہی حشر ہوتا جو تورات سے یہودیوں کی دلچسپی کا ہوا۔ مثلاً اگر کسی فلسفیانہ مزاج یا فکر مجرد سے دلچسپی رکھنے والے شخص کو عقائد سے دلچسپی ہوتی وہ سورو عقائدہ یاد کرلیتا اور باقی سورتوں کو چھوڑ دیتا۔ جس کی دلچسپی سورۃ قانون سے نہ ہوتی وہ اس کو نہ پڑھتا۔ یہ کوئی مفروضہ نہیں ہے، بلکہ امر واقعہ ہے، جس کی مثالیں ہم میں سے ہر ایک آئے دن مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔ ہم روز دیکھتے ہیں کہ ایک شخص لائبریری میں جاتا ہے تو اپنے مضمون کی کتاب اٹھا کر پڑھ لیتا ہے۔ باقی کتابوں سے اسے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ اگر آپ کا مضمون کمپیوٹر نہیں ہے تو رکار ہوتا۔ اگر آپ میں سال بھی لائبریری میں جاتے رہیں اور وہاں میں سال بھی کمپیوٹر کے بارہ میں اعلیٰ سے اعلی فاضلانہ کتابیں رکھی رہیں تو آپ کے لیے بے کار ہیں۔ قرآن مجید نے اس طرح کی موضوعاتی تقسیم کرکے علم کو Compartmentalize نہیں ہونے دیا، اجزاء میں تقسیم نہیں ہونے دیا۔ بلکہ علم کو ایک وحدت کے طور پر برقرار رکھا، اور اس وحدت کو مسلمانوں کے دل و دماغ میں رچا بسا دیا۔ اس لیے قرآن مجید کے جتنے بنیادی مضامین ہیں وہ بیک وقت ہر قاری کی نظروں کے سامنے ہوتے ہیں۔ اور انسان قرآن مجید کی تلاوت کے وقت ایک لمحہ کے لیے بھی ان سے غافل نہیں ہوتا۔[3]

3. سورتوں کے درمیان نظم و مناسبت کے اصول

اس حوالے سے یہ بات پیش نظر رہے کہ اصولوں کا تعلق بطور خاص اخذ و استنباط کے ساتھ ہوتا ہے لہذا مکتب الوانی کے تصور علم قرآن کے پس منظر میں کارفرما درج ذیل اصول سامنے آئے جن کی تفصیل بالترتیب حسب ذیل ہے۔

تفصیل بعد الاجمال:

تفصیل بعد الاجمال قرآنی سورتوں کی باہمی مناسبت کا کثیر الاستعمال اصول ہے۔ اس اصول کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

ا۔ فاتحہ سورۃ میں سورۃ کی تفصیلات کو نہایت جامع کلمات میں اجمالاً ذکر کر دیا جائے۔ اور مابعد سورت اس اجمال کی تفصیل ہو بلاغی اصطلاح میں اس کو براعۃ الاستھلال کہا جاتا ہے۔ جیسے سورۃ البقرۃ کے چار مضامین (توحید، رسالت، جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ) کو اجمالاً ذکر کیا گیا ہے اور بعد میں اس اجمال کی تفصیل بیان کی ہے۔[4]

۲۔ ایک سورت میں اجمال اور مابعد سورۃ میں اسکی تفصیل ذکر کی جائے۔ ایک سورۃ میں اجمال ہو اور مابعد کئی سورتیں اس کی تفصیل ہوں، (یہ صورت مولانا الوانی اور سعید حوی کے یہاں ملتی ہے) مثلاً شیخ سعید حوی کہتے ہیں کہ ذاریات، طور اور نجم، یہ تینوں سورتیں سورہ بقرہ کے اس فرمان کی شرح ہیں

:الم ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ أُولٰئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ) اسی وجہ سے ان سورتوں میں تقوی اور متقین کے بارے میں کلام ہوا ہے چناں چہ سورہ ذارایات میں متقین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے یہ الفاظ آئے ہیں: إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنّٰتٍ وَعُيُونٍ أٰخِذِينَ مَا أٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِينَ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ، وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ) وہ فرماتے ہیں کہ ان الفاظ کا ربط سورہ بقرہ میں الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ سے بنتا ہے اور سورہ ذاریات کے یہ الفاظ: ﴿وَفِي الْأَرْضِ اٰيٰتٌ لِلْمُوقِنِينَ) بقرہ میں وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ سے مربوط ہیں۔ سورت کا مرکزی اور رئیسی مضمون یوم آخرت ہے۔[5]

مولانا الوانی فرماتے ہیں سورۃ الکھف سے لے کر اس جگہ تک یہ مضمون تھا کہ خلق اور تدبیر امور میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور وہی برکت ڈالتا ہے۔

اس سورۃ سے سورۃ سبا تک یہ بیان ہو گا کہ ہر شے میں برکت ڈالنے والا فقط وہی ہے۔ لہذا سب دلائل اسی مضمون کے بیان ہوں گے اور خلق پیدائش کے متعلق دلائل کم ذکر ہوں گے۔6

۳۔ ایک سورۃ میں مکمل قرآن کا اجمال ہو یہ صورت سورۃ فاتحہ کے ساتھ خاص ہے۔7

قدیم وجدید اکثر مفسرین اس اصول کی بنیاد پر سورتوں کو مربوط ومنسلک کرتے ہیں۔

علامہ ابن الزبیر الثقفی کی البرہان میں، اکثر قرآنی سورتوں کی اسی اصول کی بنیاد پر مربوط کیا گیا ہے۔ مثلا سورۃ فاتحہ کا مکمل قرآن کریم کے ساتھ ربط بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"قد ذكر ان كيفية تضمنها مجملا لما تفصل في الكتاب العزيز بجملته

وهو أوضح وجه في تقدمها سورة المكرمة"[8]

یہ سورت (فاتحہ) قرآن عزیز کی جملہ تفصیلات کے اجمال پر مشتمل ہے یہ

اس سورۃ مکرمہ کی مقدم ہونے کی بہترین توجیہ)

علامہ سیوطی کا نظریہ بھی یہی ہے کہ قرآن کریم کی اکثر سورتیں اسی قاعدہ واصول کی بنیاد پر مربوط ہوتی ہیں جیسا کہ ہیں۔

ان القاعدة التي استقر أنها من القرآن كل سورة تفصيل لاجمال ما قبلها وشرح له واطاب لا يجازه وقد استمر معنى ذلك في غالب سور القرآن طويلها وقصيرها وسورة البقرة قد اشتملت على تفصيل جمع مجملات الفاتحه"[9]

(سورتوں کی باہمی مناسبت) کا وہ قائدہ اور اصول جس کا میں نے مکمل قرآن سے استقرا کیا ہے اور یہ ہے کہ سورہ اپنے ماقبل اجمال کی تفصیل اور ایجاز کا اطناب ہے اور یہ چیز قرآن کریم کی طویل اور مختصر اکثر سورتوں میں ملتی ہے جہاں تک سورۃ بقرہ کا تعلق ہے تو یہ سورہ فاتحہ کے تمام احتمالات کی تفصیل ہے)۔

ربط و مناسبت پر گفتگو کرنے والے مفسرین کی طرح مولانا الوانی کے نزدیک بھی ایک سورۃ میں کوئی مضمون اجمال کے ساتھ بیان ہوا ہے تو مابعد سورۃ میں اس کی تفصیل ہو گی، بسا اوقات تفصیل ایک سورۃ میں بیان ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ کئی سورتیں اس تفصیل پر مشتمل ہوتی ہیں۔

مولانا سورۃ سبا کو دیباچہ ہے اور سورۃ یاسین، صافات اور ص کو اس کی تفصیل قرار دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں سورۃ الزمر اور حوامیم سبعہ کو سورو فاطر کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ سورہ سبا کے آغاز میں فرماتے ہیں10

سورہ سبا سے قرآن مجید کا چوتھا حصہ شروع ہوتا ہے۔ اس حصے کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالی کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں جو اپنی مرضی کے مطابق اللہ تعالی سے کام کرائے، اس لیے حاجات و مشکلات میں اور مصائب وبلیات میں صرف اللہ تعالی کا پکارو اور صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کی پکار اور عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو اس سے معلوم ہوا

کہ اس حصے کے مرکزی مضمون دو ہیں۔ ۱۔ نفی شفاعت قہری ۲۔ نفی عبادت غیر اللہ

چنانچہ سورۃ سبا میں کبھی شفاعت قہری کا بیان ہے اسکے بعد یسین، صافات اور ص میں مضمون اول نفی شفاعت قہری کو بطور

ترقی بیان کیا گیا ہے، اسی طرح سورۃ فاطر میں عبادت اور پکار کا مسئلہ بیان کیا گیا اور پھر سورۃ زمر اور حوامیم میں ہر قسم کے دلائل سے اس کی توضیح کی گئی اور شبہات کا جواب دیا گیا اس طرح سورۃ زمر اور حوامیم سبعہ سورۃ فاطر پر مرتب اور اسکی تفصیل ہیں۔
چونکہ سورۃ سبا ا۔ یسین ۲-صافات اور ۳-ص کا دیباچہ اور مبدا ہے اور اسی طرح سورۃ فاطر، زمر اور حوامیم کا مبدا اور دیباچہ ہے اس لیے ان دونوں سورتوں کو الحمد للہ شروع کیا گیا۔[11]

اجمال بعد التفصیل:

قرآنی سورتوں میں ربط و مناسبت کا اہتمام کرنے والے مفسرین کے یہاں تفصیل بعد الاجمال کے علاوہ اجمال بعد التفصیل اصول بھی پایا جاتا ہے۔
مولانا الوانی بھی اجمال بعد التفصیل کے اصول کے تحت سورتوں کے مابین ربط قائم کرتے ہیں مثلا سورۃ البروج کا ما قبل سورتوں کے ساتھ ربط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
اس سورۃ (البروج) کا ما قبل کے ساتھ (یعنی سورۃ الملک سے لے کر اس جگہ تک) ربط دو طریقوں سے ہے۔ سابقہ سب سورتوں کا اجمال، اس میں دنیوی اور اخروی عذاب دونوں کا ذکر ہے۔
اس میں ولهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شهيد سے توحید ذکر کی گئی کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جانے والا بھی وہی ہے اس ہی کو پکار اس کا شریک فی العبادات نہ بناؤ۔[12]

علی سبیل الترقي:

ایک سورۃ میں ایک مضمون بیان ہوا اور بعد سورتوں میں اس مضمون کی شدت اور زور میں بتدریج اضافہ ہوتا چلا جائے، مولانا الوانی اسے علی سبیل الترقی کا نام دیتے ہیں آپ کے نزدیک بعض سورتوں کے ربط میں یہی اصول کارفرما نظر آتا ہے۔
مولانا سورۃ الانبیاء کا سورۃ طہ سے رابطہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
سورۃ طہ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام کو یہ پیغام دیا تھا کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں لہذا اسی کو پکارو "لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي" اب سورۃ الانبیاء میں علی سبل الترقی یہ بتایا جائے گا کہ نہ صرف حضرت موسی علیہ السلام بلکہ تمام انبیا علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں لہذا اس کو پکارو۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ"[13]

تتمہ کی تعریف

بعض دفعہ ایک سورت میں کوئی مضمون بیان ہورہاہوتا ہے کہ اگلی سورۃ شروع ہو جاتی ہے تومابعد سورۃ میں وہ مضمون تمام وکمال کو پہنچ جاتا ہے۔ علماء الوانی اسے تتمہ کا نام دیتے ہیں اور بہت سی سورتوں کا باہمی ربط اس اصول کی بنیاد پر ارشاد فرماتے ہیں مثلا مولانا حسین شاہ نیلوی سورۃ مریم کو سورہ کہف سے مربوط کرتے ہوئے ربط کی سرخی کے تحت فرماتے ہیں

سورۃ کہف میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا، جو شبہات باقی رہ گئے تھے، ان کا جواب سورۃ مریم میں دیا گیاہے۔ گویا سورہ مریم سورہ کہف کے لئے بمنزلہ تتمہ ہے۔[14]

اسی طرح سورۃ لقمان کو سورہ مریم سے مربوط کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سورۃ لقمان کو ما قبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورہ روم میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالی تمہیں ضرور فتح عطاء کرے گا بشرط کہ تم شرک نہ کرواور توحید پر قائم رہو اب اس سورۃ میں بیان توحید اور نفی شرک علی وجہ الکمال کا بیان ہوا گویا یہ سورۃ سورۃ روم کے لیے تتمہ ہے۔[15]

اتحاد معنوی:(مضمون کی یکسانیت)

مضمون کی یکسانیت سورتوں کے ارتباط کا ایک اہم سبب ہے اس اصول کی روشنی میں بلغۃالحیران اور تفسیر جواہر القرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سورہ حدید تا سورہ تحریم دس مسلسل سورتوں کو مضمون کی یکسانیت کے اعتبار سے سورہ حدید کے ساتھ مربوط و مسلک قرار دیتے ہیں۔ مولانا سورہ حدید کے آغاز میں فرماتے ہیں۔

"سورہ مجادلہ سے لے کر سورہ تحریم تک مضمون کے اعتبار سے تمام سورتیں سورہ حدید ہی سے متعلق ہیں سورہ حدید میں دو مضمون مذکور ہیں۔ اول: اللہ تعالی کی راہ میں مال خرچ کرنے کا حکم۔ دوم جہاد کی ترغیب

اس کے بعد چار سورتیں المجادلہ، الحشر، الممتحنہ اور الصف سورۃ حدید کے دوسرے مضمون (ترغیب علی القتال فی سبیل اللہ پر بطور لف ونشر غیر مرتب متفرع ہوں گی۔ اور اگلی چار سورتیں الجمعہ، المنافقون، التغابن اور الطلاق سورۃ حدید کے پہلے مضمون انفاق فی سبیل اللہ پر متفرع ہیں اس کے بعد سورہ تحریم میں سورۃ حدید کے دونوں مضمون کا بطریق لف ونشر مرتب بمنزلہ تتمہ اعادہ کیا گیا ہے[16]

مسبحات کی مناسبت:

مذکورہ بالا عبارت سے جہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مولانا الوانی کے ہاں سورہ حدید تا سورۃ تحریم تمام سورتیں دو مرکزی مضامین انفاق فی سبیل اللہ اور جہاد کی ترغیب کے سبب باہم مربوط ہیں تو وہاں دو سورتیں جن کا آغاز "سبح" فعل ماضی یا "یسبح" فعل مضارع کے کلمات سے ہوتا ہے (جنہیں مسبحات بھی کہا جاتا ہے) مولانا کے نزدیک ان کے ارتباط کی توجیہ یہ ہے کہ جہاد کا اصل مقصد شرک کی نفی اور خاتمہ ہے لہذا پہلی چار سورتوں میں سے ہر دوسری سورۃ کو اور دوسری چار سوتوں میں سے ہر پہلی سورۃ کو تسبیح سے شروع کیا گیا ہے تا کہ نفی شرک کا مسلہ ذہن سے ذہول نہ ہونے پائے۔ مذکورہ عبارت میں مسبحات سورتوں کی باہم مناسبت کے ساتھ ایک اور مناسبت بھی سامنے آئی ہے وہ یہ کہ پہلے مجموعے کی آخری سورۃ سورہ صف اور دوسرے مجموعے کی پہلی سورۃ سورہ جمعہ میں تسبیح کے کلمات کو جمع کیا گیا ہے یعنی دونوں کا آغاز کلمات تسبیح سے ہوتا ہے مولانا کے نزدیک اس کے ارتباط و تناسب کا سبب یہ ہے کہ سورہ جمعہ سے سورہ حدید کا دوسرا مضمون شروع ہونے والا تھا لہذا ایک مضمون کے اختتام اور دوسرے مضمون کی ابتدا میں امتیاز کے لیے ایسا کیا گیا۔[17]

سورۃ الفاتحہ کی مکمل قرآن سے مناسبت:

مولانا الوانی کے نزدیک چاروں مضامین جو پورے قرآن کریم میں تفصیل سے ذکر ہوئے ہیں ان کا اجمال سورۃ فاتحہ میں موجود ہے مولانا سورۃ فاتحہ کے آغاز میں فرماتے ہیں:

یہ چاروں مضامین جو پورے قرآن کریم میں تفصیل سے مذکور ہیں ان کا خلاصہ اور اجمالی خاکہ سورۃ فاتحہ میں موجود ہے۔ چنانچہ الحمد للہ میں حصہ اول کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرا حصہ رب العالمین میں مذکور ہے اور تیسرے حصے کی طرف الرحمن الرحیم میں اشارہ ہے یعنی مالک و مختار اور تخت حکومت پر وہی متمکن ہے کیونکہ انتہائی رحمت اور غایت شفقت بادشاہوں ہی کی صفتیں ہیں اور چوتھا حصہ ملک یوم الدین میں مذکور ہے۔[18]

فاتحہ قرآن کی خاتمہ قرآن سے مناسبت:

علامہ فراہی سورۂ اخلاص کو خاتمہ قرآن قرار دیتے ہوئے اسے فاتحہ قرآن سے مربوط کرتے ہیں جبکہ مولانا الوانی سورہ اخلاص کو خاتمہ قرآن کی بجائے خلاصہ قرآن قرار دیتے ہیں اور سورۃ الناس کو خاتمہ قرآن۔

مولانا الوانی سورۃ الفاتحہ (فاتحہ قرآن) اور سورۃ الناس (خاتمہ قرآن) کا ربط و تناسب اس طرح بیان کرتے ہیں:

سورہ فاتحہ میں توحید کے تین مراتب کا ذکر ہوا ہے الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن، یعنی پیدا کر کے پالنے والا سورۃ الناس میں بیان ہوا ہے اعوذ برب الناس فاتحہ میں فرمایا ملک یوم الدین سورۃ الناس میں فرمایا ملک الناس فاتحہ میں فرمایا ایاک نعبد وایاک نستعین اور الناس میں فرمایا جس کی عبادت کی جائے اور جس سے مانگا جائے وہ اللہ تعالی جو الہ الناس ہے۔[19]

فہم نظم قرآن کے چند اصول:

بلغۃ الحیران مقدمہ جواہر القرآن اور تفسیر بے نظیر کے مطالعہ سے فہم علم کے چند اصول سامنے آتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

جس سورہ کی ابتدائی آیات میں قرآن کا لفظ ہو تو اس ورہ میں کوئی ایسا واقعہ ذکر ہو گا جو یہی کتب سماویہ میں بیان نہیں کیا گیا ہو گا۔ جس سورۃ کے آغاز میں "کتاب" کا لفظ ہو تو اس سورۃ میں کتب سابقہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے بیانات کا ذکر ہو گا۔

جس سورۃ کی ابتدا میں کتاب اور قرآن یہ دونوں کلمات ہوں تو وہاں دونوں باتیں ہوں گی۔

جس سورۃ کے آغاز میں کتاب کی صفت مبین ہو تو اس سورۃ میں دلائل نقلیہ کا بیان ہو گا۔

جس سورۃ کے آغاز میں کتاب کی صفت حکیم "کا لفظ ہو تو اس سورۃ میں دلائل عقلیہ بیان ہوں گے اور سورۃ میں مبین اور حکیم " بر دو لفظ ہوں تو اس سورۃ میں دلائل عقلیہ و نقلیہ بیان ہوں گے۔

قرآن مجید کا قاعدہ اکثر یہ ہے کہ سورت کے شروع میں تمہید ہوتی ہے اس کے بعد صراحتا یا ضمنا مدعا کا بیان ہوتا ہے۔ پھر لف نشر مرتب یا غیر مرتب کے طور پر ان مضامین کا اعادہ ہوتا ہے، یا قصص کو ان پر۔

جو مسئلہ سباق سے معلوم ہو سکے اس کو اشارۃ ذکر کیا جاتا ہے اور جو مسئلہ سباق سے معلوم نہ ہو سکے اس کو صراحۃ ذکر کیا جاتا ہے تاکہ دونوں مسئلے مختصر عبارت کے ساتھ ادا ہو جائیں۔ تفرع کیا جاتا ہے یا ثمرات و نتائج کو اس طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں گذشتہ واقعات کے بیان میں جہاں امر کا صیغہ استعمال ہو گا وہاں پر اس سے پہلے قال یا قلنا مقدر ہو گا۔

مضامین قرآن کریم کا جامع مانع خلاصہ

اس کے لئے مؤلف نے مضامین قرآن کریم کو چار مقصودی عنوانات کے تحت بغیر عنوان کے درج کیا ہے جسے ہم اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

(ا) پورا قرآن کریم چار مقصودی عنوانات میں حسب ذیل طریقے سے منقسم ہے۔

(۱)سورت فاتحہ تا انعام، جس کا حاصل خالق لکل شی ءاللہ تعالی ہے۔

(۲)سورت انعام تا کیف، جس کا حاصل سب مخلوق کا اتربیت (ہندو اللہ تعالی ہے۔

(۳)سورت کہف تاسبا، جس کا حاصل اسب مخلوق کا برکات دہندہ اللہ تعالی ہے۔

(۴)سورت سبا تا آخر قرآن، جس کا حاصل، اللہ تعالی کے سامنے شفیع قہری کوئی نہیں۔

مذکورہ عنوانات اربعہ اور حاصل قرآن کریم کے استنباط کے دلائل سورۃ فاتحہ میں حسب ذیل طریقے سے مستور ہیں:

1)مضمون، خالق لکل شی ء[الحمد للہ]میں

(۲)مضمون، تربیت دہندہ لکل شی ء(رب العلمین)میں

(۳)مضمون، برکات دھندہ لکل شی[الرحمن الرحیم]میں

(۴)مضمون، نفی شفاعت قہری[ملک یوم الدین)میں

(۵)قرآن کریم کا حاصل بمطابق روایت ابن عباس(لكل شيء لباب ولباب القرآن الحواميم.)

قرآن کریم کا حاصل، آیت[فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین)بنے گا اور اس مضمون کا مبدا(بنیاد، ابتداء)آیت(فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین)بنے گا، ان دونوں مرکزی آیات کی جامع، سورت فاتحہ کی[اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نستعین"ہے، چنانچہ یہی سارے قرآن کریم کا حاصل ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ بوقت حاجات، مشکل کشائی کے لئے غائبانہ مافوق الاسباب صرف اللہ تعالی کو پکارنا چاہئے، یہی عبادت ہے۔

(۳)حاصل قرآن کریم پر ایک نظر:

حاصل قرآن کریم پر قرآنی آیات کی صورت میں مزید دلائل پیش کئے ہیں، جن کا تذکرہ مؤلف کے اس نقطہ نظر کو سمجھنے میں معاون ہوگا کہ پورے قرآن کریم کا خلاصہ (جسے آپ نے حاصل کا نام دیا ہے)توحید باری تعالی ہے اور یہی تمام انبیاء

کرام علیہم السلام کی دعوت کا مرکز و محور رہا ہے اور خاص طور نبی آخر الزماں ﷺ کا اپنی قوم، علماء بنی اسرائیل اور درویشوں سے اس مسئلہ عبادت (توحید) کے ماننے اور نہ ماننے پر تنازش رہا ہے، اسی طرح ماسبق انبیاء کرام علیہم السلام بھی ای مسئلہ کی طرف ہی لوگوں کو بلاتے رہے، جہاد و مغازی اسی خاطر ہوئے، سورت فاتحہ میں مذکور منتظم علیہم جن پر اللہ تعالی کا انعام ہوا کا صراط مستقیم یہی مسئلہ رہا ہے اور یہود و نصاری اسی صراط مستقیم سے ہٹ کر دیگر راستوں میں بٹ کر مغضوب علیہم اور ضالین قرار پائے، قرآن کریم کے باقی ماندہ تمام مسائل امور انتظامیہ اور امور مصلح شمار ہوں گے۔

حاصل قرآن کریم (مسئلہ عبادت ذات واحد) پر مؤلف نے قرآن کریم کی کچھ دیگر آیات کو بطور دلیل پیش کیا ہے، ذیل میں ہم ان آیات کو عنوانات دینے کے بعد، ان میں موجود عبادت کی طرف دعوت کے خطابات کے مطابق ترتیب دیں گے جس سے یہ اندازہ کرنا آسان ہو گا کہ مؤلف نے مسئلہ کی اہمیت کو کیسے بھانپ کر اسے حاصل قرآن قرار دیا ہے، ذیل میں ہم ان آیات کو مضمون کی مناسبت سے درج ذیل عنوانات میں تقسیم کریں گے۔

(1) اللہ تعالی کا اپنے بندوں سے خطاب

اس کے دو حصے ہونگے

(الف) خاص بندوں (انبیاء) سے خطاب

(1) مجموعہ انبیاء کی زبانی اللہ کا پیغام (لا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ]

(۲) حضرت موسی کی زبانی اللہ کا پیغام: [لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ)

ب) عام بندوں سے خطاب

(1) اللہ تعالی کا نسل انسانی سے خطاب: [يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ]3

(۲) اللہ تعالی کا اولاد بنی اسرائیل سے خطاب: [لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللّٰهَ]*

(۳) قوم نصاری سے خطاب کی حکایت: [وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلٰهًا وَاحِدًا]

(2) انبیاء کا امتوں سے خطاب

اس کے تین حصے ہونگے۔

(الف) فرد سے خطاب

1) حضرت ابراہیم کا فرد سے خطاب [یابت لم تعبد مالا یسمع ولا یبصر ولا یغني عنک شیئا)

(ب) قوم سے خطاب

(ا) انبیاء کا قوم سے خطاب: (یقوم اعبدوا اللہ)

(۲) حضرت عیسی کا قوم سے خطاب: ان اللہ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعبدوہ ہذا صراط مستقیم

(۳) حضرت محمد ﷺ کا قوم سے خطاب: قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تدعُونَ مِنْ دُونِ اللہ۔

2) حضرت محمد کا قوم کفار سے خطاب: قل يٰايُّهَا الْكٰفِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ

(ج) نسل انسانی سے خطاب

(ا) حضرت محمد ﷺ کا نسل انسانی سے خطاب [قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي شک من دینی الخ۔

مقالہ نگار کی رائے:

مؤلف کی منتخب کردہ آیات کو عنوانات اور ترتیب دینے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے قرآن کریم کی مختلف سورتوں سے مسئلہ عبادت پر ایسی آیات کا انتخاب کیا ہے جن میں تقریباً انسانوں کے ہر طبقے کو اس مسئلہ کے متعلق خطاب کیا گیا ہے جس سے کلام اللہ میں اس کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے، شائد یہی وجہ ہے کہ مؤلف نے اس مسئلہ کو حاصل قرآن، قرار دیا ہے۔

۲-مضامین قرآن کریم اور سورت بقرہ کی جامعیت

آپ نے قرآن کریم کے جملہ مضامین کو مختلف عنوانات میں محصور کیا ہے اور یہ موقف اختیار کیا ہے کہ سورت بقرہ کی جامعیت کی بناپر قرآن کریم کے جملہ مضامین اس میں جمع ہیں جو بقیہ سورتوں میں متفرق طور پر مذکور ہیں، ذیل میں ہم دو عنوانات کی مدد سے اس موقف کو آسان انداز میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں:

1)مضامین قرآن کریم کی تفصیل

1) تین چیزوں کی نفی کا بیان:

نفی شرک فی التصرف، نفی شرک فعلی اور نفی شفاعت قہری (درحقیقت اثبات توحید)

(۲) دیگر عقائد، احکام اور وعدہ وعید کا بیان: رسالت، جہاد، بشارات اور تخویفات

(۳) امور انتظامیہ کا بیان: نکاح، طلاق، رضاعت اور عدت

(۴) امور مصلح کا بیان: نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور انفاق

(2)مضامین قرآن کریم کی تقسیم

آپ کے نزدیک قرآن کریم کے مذکورہ مضامین سورتوں میں اس طرح تقسیم ہیں:

(۱) توحید، رسالت، جہاد اور انفاق، سورت آل عمران میں

(۲) توحید، امور مصلح (نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور انفاق) سورت نساء میں

(۳) نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف، سورت انعام، مائدہ اور اعراف میں

(۴) جہاد اور انفاق، سورت انفال اور توبہ میں

(۵) اثبات توحید علی وجہ الکمال، سورت یونس تا آخر حوامیم میں

(٦) نفی شفاعت قہری، سورت سجدہ تا سورت زمر میں

۷)بیان توحید اور اثبات قیامت، سورت محمد تا آخر قرآن کریم میں

کتاب کے اہم نکات پر ایک نظر:

مؤلف نے عموماً سورتوں کے خلاصہ جات اور ان کے آپس میں ربط کو کل پانچ عنوانات کے تحت ذکر کیا ہے گویا پوری کتاب ان عنوانات کے ذیل میں مرتب کی گئی ہے مگر چونکہ پوری کتاب میں یہ ترتیب قائم نہیں رکھی گئی بلکہ ان عنوات میں کمی بیشی اور انفراد و اجتماع بھی دیکھنے میں آیا ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان عنوانات کو مدنظر رکھ کر تفصیل جائزہ پیش کر دیا جائے تاکہ کسی حد تک مؤلف کے ایسا کرنے کا مقصد سامنے آسکے، چنانچہ پہلے ہم پانچ عنوانات تحریر کرتے ہیں، پھر سورتوں کے خلاصہ جات اور ربط کے بیان میں ان کی تفصیلات کا ذکر کریں گے، عنوانات درج ذیل ہیں:

ا۔ربط سورۃ باسورۃ ۲۔خلاصہ سورۃ ۳۔حاصل سورۃ ۴۔مختصر خلاصہ سورۃ ۵۔خلاصہ در خلاصہ

ذیل میں مذکورہ عنوانات کے تحت مؤلف کے منہج اور استعمال کردہ تعبیرات کا جائزہ لیتے ہیں:

1۔ربط سورۃ باسورۃ

مؤلف کے ربط سور کے منہج کو سمجھنے کے لئے مذکورہ عنوان کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱)ربط سورت باسورت (۲)ربط مجموعہ سور باسورت (۳)ربط مجموعہ سور با مجموعہ سور

ذیل میں ہم ہر ایک کو مثالوں سے واضح کرتے ہیں۔

(۱)ربط سورت باسورت

اس عنوان کے ساتھ آپ نے ربط سورت بقرہ باسورت فاتحہ تا ربط صورت مجادلہ باسورت لگاتار مابعد سورت کا ماقبل سورت کے ساتھ ربط بیان کیا ہے ذیل میں ہم ہر دو صورتوں کی ایک ایک مثال ذکر کرتے ہیں:

(۱)ایک سے زائد ربط کی مثال:

مثال: ربط سورت بقرہ باسورت فاتحہ کے تحت آپ نے پانچ ربط بیان کئے ہیں اور ہر ایک کو تقریر کا نام دیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

تقریر اول: سورت فاتحہ میں صراط مستقیم کے لئے دعا طلب کی گئی اور بقرہ میں فرمایا کہ وہ کتاب صراط مستقیم بتلانے والی آگئی۔

تقریر دم: سورت فاتحہ میں تین جماعتوں کا ذکر اجمالا تھا اور بقرہ میں ان کو علی سبیل لف نشر مرتب تفصیلا ذکر کیا۔

تقریر سوم: سورت فاتحہ میں فقط دعوی کا ذکر ہے اور سورت بقرہ میں اس کے دلائل دیئے گئے۔

تقریر چہارم: سورت فاتحہ میں محض دعویٰ (عبادت) ذکر ہوا اور سورت بقرہ میں اس کے اقسام بیان کئے رکوع، سجود، طواف، ندا ،نذر و نیاز)

تقریر پنجم سورت فاتحہ میں فرمایا(ایاک نعبد] اور بقرہ میں ترقی کر کے فرمایا: "قولوا: لا نعبد البقرۃ کما عبدت الیھود" انہوں نے کہا: ہم یہودیوں کی طرح گائے کی عبادت نہیں کرتے "مسلہ کو واضح کیا۔

(۲) ایک ربط کی مثال:

مثال: ربط سورت نساء با سورت آل عمران کے تحت لکھتے ہیں:

جب سورت آل عمران میں توحید کو کامل طور پر بیان کر دیا اور شبہات وارده علی التوحید کے جوابات بھی دے دیئے تو اب ضرورت تھی کہ مسلمانوں کو منظم کر دیا جائے لہذا امور انتظامیہ سورت نساء میں بیان فرمائے، سورت بقرہ میں جو امور انتظامیہ والا مضمون تھا اس کو تفصیلاً سورت نساء میں بیان فرمایا۔

(2) ربط مجموعہ سور با سورت

اس عنوان کے تحت مؤلف نے سورت مجادلہ سے سورت تحریم تک کل نو(۹) سورتوں کے مجموعے کا ربط سورت حدید کے ساتھ بیان کیا ہے، چنانچہ سورت مجادلہ با سورت حدید کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

سورت حدید میں ترغیب علی الانفاق اور ترغیب علی الجہاد کا مضمون تھا اب سورت مجادلہ سے لے کر سورت تحریم تک ان دونوں حکموں میں کمی کرنے والوں پر زجرات علی سبیل الترقی ہوں گی بایں طور کہ مجادلہ سے لے کر سورت صف تک زجرات جہاد نہ کرنے والوں کے لئے اور سورت جمعہ سے لے کر تحریم تک انفاق نہ کرنے والوں پر زجرات بیان ہوں گی تو گویا سورت حدید کے دونوں مضمون علی سبیل لف نشر غیر مرتب بیان ہوئے، مجادلہ، حشر، ممتحنہ، صف میں مضمون جہاد اور جمعہ، منافقون، تغابن، طلاق میں مضمون انفاق کا بیان آئے گا اور ایک سورت کو چھوڑ کر دوسری سورت میں، تیسری کو چھوڑ کر چوتھی سورت میں، علی ہذا

القیاس، مسئلہ توحید کو" سبح للہ "سے بیان کیا جائے گا تاکہ معلوم رہے کہ زجرات کا سلسلہ محض اس مسئلہ توحید کی خاطر شروع ہوا ہے اور سورت تحریم میں زجرات علی سبیل التنزل ہوں گی، یعنی پہلے بڑے منافقوں پر، پھر چھوٹے منافقوں پر، پھر مؤمنین پر"

(3)ربط مجموعہ سور با مجموعہ سور

اس عنوان کے تحت کتاب میں آخری سورت تک تین مثالیں ملتی ہیں ذیل میں بطور نمونہ ایک مثال بیان کی جاتی ہے:

مثال:

مؤلف نے سورت ملک سے سورت مزمل تک کل سات (۷) سورتوں کے مجموعے کا ربط سورت حدید سے سورت ملک تک کل دس (۱۰)سورتوں کے مجموعہ کے ساتھ بیان کیا ہے، چنانچہ ربط سورت ملک باسورت تحریم کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

سورت ملک سے لے کر سورت مزمل تک ایک دعوی ہے کہ برکات اہند وصرف اللہ تعالیٰ ہے اس سے پہلے سورت حدید سے لے کر سورت ملکہ تک اتفاق وجہاد کا مضمون بیان ہوا، اب اس توحید برکتی کے لئے جہاد واتفاق کرنا ہوگا، سورت ملک سے لے کر مزمل تک گویا ایک سورت ہوگی، ابتداء میں دلائل عقلیہ جیسا کہ سورت ملک میں اور آخر میں دلائل نقلیہ جیسا کہ نوح وجن اور درمیان میں نہ ماننے والوں کو تخویف اخروی جیسا کہ سورۃ الحاقہ میں اور دفعیہ عذاب کے لئے امور عملہ جیسا کہ سورۃ المعارج میں اور فرمایا کہ لوگ اس توحید برکتی میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نرم کرنا چاہیں گے لیکن نرم نہ ہوتا جیسا کہ سورہ قلم میں موجود ہے گویا سارا ایک مضمون ہوا۔

نوٹ:

مؤلف نے سورت مدثر کو نہ تو ماقبل بیان کردہ کسی مجموعہ میں شامل کیا ہے اور نہ ہی مدثر کا مزمل کے ساتھ الگ سے ربط بیان کیا ہے، البتہ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ دونوں سورتوں کا مضمون ایک ہی ہونے کی بنا پر ایسا کیا گیا، جیسا کہ خلاصہ سورہ مزمل کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

دراصل سورہ مزمل وسورہ مدثر دونوں مضمون کے اعتبار سے ایک سورت ہے، اس سورت میں بتایا جائے گا کہ اس دعوی توحید پر اس وقت تک قائم رہو گے جب تک قرآن (کریم) پڑھتے رہو گے اور سورہ مدثر میں بتایا گیا کہ پڑھنے کے بعد اس کو آگے پڑھاؤ اور ڈراؤ۔

2۔ خلاصہ سورہ

اس عنوان کے تحت مؤلف نے قرآن کریم کی ہر ہر سورت کے مضامین کا الگ الگ خلاصہ ذکر کیا ہے، البتہ سورت بقرہ کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے مذکورہ عنوان کی بجائے (فائدہ) کا عنوان غیر جلی حروف میں اختیار کیا ہے۔
ہر سورت کے خلاصے میں دو بنیادی تقسیمیں نظر آتی ہیں، جن کو ہم ذیل کے عنوانات سے ظاہر کرتے ہیں:
ا۔ مضامین صورت کا اجمال ۲۔ مضامین سورت کے اجمال کی تفصیل
ا۔ مضامین سورت کے اجمال کا منہج واسلوب:
مؤلف اجمال بیان کرتے ہوئے حسب ضرورت سورت کے مضامین کی مناسبت سے اسے مختلف حصوں میں تقسیم کرتے ہے اور بعض دفعہ ہم ذیلی عناوین بھی قائم کرتے ہیں آنے والے مضمون کو بیان کرنے کے لئے بھی بعض خاص اصطلاحات جیسے نفی شرک فی التصرف، نفی شرک فعلی اور نفی شفاعت قہری، (در حقیقت اثبات توحید) رسالت، جہاد، بشارات اور تخویفات، امور انتظامیہ (نکاح، طلاق، رضاعت اور عدت) اور امور مصلح (نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور انفاق) وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں۔ اگر مذکورہ اصطلاحات کو سمجھ کر اس اجمال کو دیکھا جائے تو وہ سورت کے پورے مضامین پر حاوی نظر آتا ہے جو خلاصے کے دوسرے حصے اجمال کی تفصیل میں بنیاد کا کام دیتا ہے۔
مثال:
چونکہ مؤلف جملہ مضامین قرآن کریم کا اجمالاً سورت بقرہ میں موجود ہونا تسلیم کرتے ہیں جو تفصیلاً باقی آنے والی سورتوں میں بکھرے ہوئے ہیں لہذا آپ نے سورت بقرہ کے مضامین کو اصل اور تبع میں تقسیم کیا ہے، جس کے لئے مضامین کی بجائے مسائل کا لفظ استعمال کیا ہے، آپ کے نزدیک سورت بقرہ کے اصل مضامین چار ہیں، جن کا ذکر آئندہ کی سطور میں آئے گا، پھر ان چار مسائل کو مزید دو حصوں مخدوم اور خادم، میں تقسیم کیا ہے، پھر سورت میں ان کے واقع ہونے کی ترتیب بھی ذکر کی ہے اور دلیل کے طور پر آیات بھی نقل کی ہیں ذیل میں ہم اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔
پہلی تقسیم:
اس تقسیم کے مطابق سورت بقرہ میں چار مسائل کا بیان اصل مقصود ہے، باقی بالتبع ہیں، مقصودی مسائل درج ذیل ہیں:
ا۔ توحید، ۲۔ رسالت ۳۔ جہاد، ۴۔ انفاق
دوسری تقسیم:

سورت بقرہ کے مقصودی مسائل کو بالترتیب دو حصوں، مخدوم وخادم، میں تقسیم کیا گیا ہے، البتہ اس کی مزید کوئی وضاحت نہیں ملی۔

ا۔ مخدوم: توحید اور جہاد، ۲۔ خادم: رسالت اور انفاق

یعنی توحید مخدوم ہے رسالت کے لئے اور جہاد مخدوم ہے انفاق کے لئے

سورت بقرہ کے مقصودی مضامین کو درج ذیل ترتیب سے بیان کیا جائے گا۔

ا۔ توحید۔ ۲۔ رسالت ۳۔ جہاد ۴۔ انفاق فی الجہاد

مؤلف کے نزدیک توحید چونکہ نہ صرف سورت بقرۃ بلکہ پورے قرآن کریم کا مرکزی مضمون ہے اس لئے یہاں توحید کے تین قسم کے دلائل ذکر کئے ہیں چنانچہ ہم ذیل میں صرف انہیں کا خلاصہ ذکر کریں گے البتہ باقی تینوں عنوانات پر یہاں کوئی دلیل نہیں لائے سوائے اس کے کہ مخالفین توحید در سالت کے شبہات کے جوابات کا سورت میں دیئے جانے کا

ا۔ توحید

اس کے بیان کے لئے دلیل کے طور پر تین قسم کے دلائل لائے ہیں:

(1) آیات توحید اس کے ذیل میں چار آیات پیش کی ہیں:

ا) ارشاد الہی: [یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّکُمْ!

۲) ارشاد الہی: [الٰھکم اِلٰہ واحد]

۳) ارشاد الہی: اللہ لا اِلٰہ اِلا ھو

(۳) درشاہ الی اللہ مافِي السَّمٰواتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

(۳) ارشاد الہی: (لِلّٰہ مافِي السَّمٰواتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ)

(۲) عقلی دلائل: اس کے ذیل میں تین آیات پیش کرتے ہیں:

ا) ارشاد الہی: [الذي خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ]

۲) ارشاد الہی: [الحي القیوم لا تأخذہ سنۃ ولا نوم]

۳) ارشاد الہی: [اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ]

(۳) نقلی دلیل

اس کے ذیل میں ایک آیت پیش کرتے ہیں:

(1) ارشاد الٰہی:[اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰھُمُ الۡکِتٰبَ یَتۡلُوۡنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ]

نوٹ:

سورت بقرہ کے برعکس مؤلف نے سورت آل عمران کے دو خلاصے بیان کیے ہیں، ایک کو تقریر اول اور دوسرے کو تقریر دوم کا نام دیا ہے اور دونوں عنوانات کے سامنے الگ الگ خلاصہ آلِ عمران بھی تحریر کیا ہے مزید یہ کہ سورت بقرہ اور آل عمران کے خلاصوں سے ذرا مختلف آپ نے سورت یوسف کا خلاصہ بیان کیا ہے، چونکہ آپ ایک سورت میں مختلف دعووں (مرکزی مضمونوں) کے قائل ہیں لہذا مذکورہ سورت کے خلاصے کو چار دعوں میں تقسیم کیا ہے پھر ان کو آپس میں مربوط کر کے خلاصہ بیان کیا ہے۔

۲۔ مضامین سورت کے اجمال کی تفصیل کا منہج واسلوب:

مؤلف کا مضامین سورت کے اجمال کی تفصیل کا منہج واسلوب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بڑی سورتوں میں تو اکثر اور چھوٹی میں کبھی کبھی اس حصے (اجمال کی تفصیل) کو مزید دو حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں، پھر ہر حصے یا ایک کی تفصیل کے بیان میں اس میں پائے جانے والے مضامین کا مختصر سا خلاصہ ذکر کرتے ہیں، مثال کے طور پر ذیل میں ہم سورت بقرہ کے مضامین کی تقسیم میں دوسرے حصے کا خلاصہ پیش کرتے ہیں جس میں مؤلف نے مضامین کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے

اجمالاً تین باتوں کو بیان کیا ہے، خلاصہ حسب ذیل ہے:

(1) اس حصہ میں امور انتظامیہ، تین دفعہ امور مصلح (نماز، روزہ، حج)، اور حکم جہاد، تین بار اور حکم انفاق فی الجہاد کا بیان ہو گا، جس کے لئے مضامین حصہ ثانی سورو بقرہ کا عنوان اختیار کیا ہے۔

(۲) پہلے دو مرتبہ حکم جہاد کو زور دار الفاظ میں بیان کیا جائے گا اور ذکر انفاق گویا بالتبع متصور ہو گا، آخری مرتبہ اس کے برعکس حکم انفاق پر پوری روشنی ڈالی جائے گی اور مثالوں سے وضاحت کی جائے گی اور حکم جہاد بالتبع ہو گا۔

(۳) قرآن کریم میں امور انتظامیہ کے بیان کا فائدہ یہ ہو گا کہ مسلمان باہمی طور پر منظم ہو کر شرک کی بیخ کنی کر سکیں گے، اسی لئے سورت بقرہ میں امور انتظامیہ کے خاتمہ پر آنے والی آیات کا مضمون یہ ہو گا کہ ہر چیز کے جاننے والا اور ہر چیز پر قادر مطلق اللہ تعالی ہے تاکہ عقیدہ سمجھ کر اس کے احکام پر عامل بن سکیں، باقی امور مصلح کے بیان کا فائدہ یہ ہو گا کہ مسلمان امور انتظامیہ پر عامل بن سکیں گویا امور مصلح بمنزلہ مدد و معاون ہوں گے۔

نوٹ:

اگر آیات میں مسلسل ایک ہی مضمون کے متعلق کئی امور کا بیان ہو تو اس کو انواع یا تقریر کا نام دے کر ان کی اعداد کا ذکر کر دیتے ہیں جیسے انواع خمسہ وغیرہ، پھر اس کو عنوان دار بیان کرتے ہیں، کبھی (فائدہ) کے عنوان سے ان مضامین کے بیان کے نتیجے کی طرف بھی اشارہ کر دیتے ہیں، کبھی کبھی ایک نوع یا مختلف انواع کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حاصل کیا عنوان قائم کر کے مذکورہ دلائل کو انتہائی اختصار سے بھی بیان کر دیتے ہیں، پھر سورت کی ابتدائی آیت کے جو جزو اول سے لے کر آخری آیت کے جزو اخیر تک مسلسل مضامین کی طرف اشارات کرتے چلے جاتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اس حصہ کے بیان سے خاص مقصد ربط آیات کو بیان کرنا ہے، چنانچہ ذیل میں ہم اس سلسلہ میں آپ کے منہج واسلوب کے اہم نکات کی مثالیں پیش کرتے ہیں، مذکورہ آیات کو ہم دو حصوں میں تقسیم کریں گے، ایک کی وضاحت کے لئے (ربطی نکات)، دوسرے کے لئے (توضیحی نکات)، ربطی سے ہماری مراد ایسے نکات کا بیان ہے جن کا بلاواسطہ ربط کے بیان سے تعلق ہوگا جب کہ توسیعی سے مراد ایسے نکات کا بیان جن کا بالواسطہ رابطہ سے یا سورت کے مضامین کی وضاحت سے تعلق ہوگا:

ا۔ ربطی نکات

ذیل میں ہم ربط سے متعلقہ چند ضروری مثالیں ذکر کر کے دیگر ربطی نکات کی طرف مراجعت کے حوالہ جات ذکر کرنے پر اکتفاء کریں گے:

(1) ربط کے لئے خاص اصطلاحات کا استعمال:

مؤلف آیات کا ربط بیان کرنے کے لئے بعض خاص اصطلاحات، جیسے توطیہ تمہید، شکوہ، تخویف، تبشیر، زجر، ترقی اور منزل وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں، چنانچہ ذیل میں اس کی مثال پیش کی جاتی ہے:

قولہ: (الم. ذلک الکتب لاریب) توطیہ تمہید ہے جس میں تین جماعتوں کا ذکر ہے، مُنْعَمْ عَلَیْھِمْ، مَغْضُوبِ عَلَیْھِمْ، ضَالِّیْنَ قولہ: [اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ] بیان منعم علیم کا قولہ [اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوا] بیان مغضوب علیہم کا قولہ (ومن الناس" بیان ضالین کا، قولہ: [واذا قیل لھم لاتُفْسِدُوا شکوہ ہے، قولہ [وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ آمِنُوا] شکوہ ہے، قولہ (واذا لقوا الذین امنوا) شکوہ ہے، قولہ [مثلھم] مغضوب علیہم کی مثال بیان فرمائی، قولہ [او کصیب) ضالین کے ایک فریق کی مثال دی، قولہ [یکاد البرق) ضالین کے فریق دوم کی مثال ہے، قولہ [ولو شاء اللہ) ضالین

کے دونوں فریقوں پر مرتب ہے، قولہ (یایھا الناس) اصل مقصد دعوی توحید بمعہ دلیل عقلی کا بیان ہے، قولہ (وإن کنتم في ریب) بیان صداقت رسول ﷺ کا ہے، قولہ (فان لم تفعلوا) تخویف اخروی، قولہ [وبشر الذین امنوا]" بشارت اخروی، قولہ (إن اللہ لا یستحی) دفع دخل مقدر کا ہے، قولہ [کیف تکفرون] یہ کلام اصل دعوی توحید، (اعبدوا ربکم) سے متعلق ہے یعنی خالق جمیعا و علیم جمیعا وہی اللہ تعالی (ہے)، جس میں یہ دو صفتیں ہو گی وہی معبود ہو گا لہذا (اعبدوا ربکم)۔

(۲) دعوی کا دلیل کے ساتھ ربط:

آپ کے نزدیک سورت کا جو دعوی (مرکزی مضمون) ہوتا ہے وہ سورت میں جہاں کہیں ذکر ہوتا ہے تو وہ لازمی طور اپنے دلائل کے ساتھ مربوط ہوتا ہے، عام طور پر آپ کے نزدیک دلائل تین طرح کے ہوتے ہیں، جو ذیل کی مثال سے معلوم کئے جاسکتے ہیں، چنانچہ سورت آل عمران کی ابتدائی آیات کے تحت لکھتے ہیں:

قولہ (الم اللہ لا إلہ إلا ھو الحي القیوم الایۃ) دلیل اول، توحید کی ذکر فرمائی جس میں (اللہ لا الہ الا ھو) بمنزلہ دعوی کے ہے اور (الحی القیوم) دلیل عقلی ہے اور قولہ [نزل علیک] دلیل وحی ہے اور قولہ [مصدقا لما بین یدیہ] تو لیل نقلی من الکتب السابقۃ (سابقہ آسمانی کتب سے دلیل نقلی) ہے"

(3) فاتحہ سورت کا خاتمہ سورت سے رابط

ربط کے بیان میں سورت کی ابتداء اور اس کے اختتام کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

قولہ (یستفتونک] سے لے کر (علیم) تک اعادہ فرمایا اس مضمون کا جو (ان کان رجل یورث کللہ) میں ذکر کیا گیا ہے، فرق محض اتنا ہے کہ پہلے جو فرمایا کہ [ولہ اخ اواخت] وہاں مادری مراد تھے اور یہاں پدری کے حکم کو بیان کرنا مقصود ہے، یہ شق وہاں بیان نہیں ہوئی تھی اور یہ بھی اشارۃ بیان ہو گیا کہ مقصود، صورت میں امور انتظامیہ کا بیان کرنا ہے تا کہ ابتداء اور آخر سورت کا ایک ہو جائے "

(۴) امور انتظامیہ اور امور صلح کا ربط:

مؤلف اپنی وضع کردہ اصطلاحات کے مطابق امور انتظامیہ اور امور مصلح کے ربط کا فائدہ بھی بیان کرتے ہیں، مثال کے طور پر لکھتے ہیں:

قولہ (والمطلقت یتربصن) سے لے کر قولہ (لعلکم تعقلون) تک چار امور انتظامیہ ذکر کئے گئے ایک طلاق، دوم عدت، سوم رضاعت (اور) چہارم نکاح مقصد سب کا یہ ہے کہ مسلمانوں کو منظم رہنا چاہیے تا کہ مشرکین کے ساتھ متفق ہو کر جہاد کر سکیں قولہ [حفظوا علی الصلوات] یہ امر مصلح بیان فرمادیا۔ درمیان مضمون امور انتظامیہ کے اس لئے کہ یہ مصلح وممد ہے اور متالف القلوب (دل جوئی کرنے والا) ہے، اس پر عمل کرنے سے امور انتظامیہ پر عمل کرنے میں مدد ملے گی۔

(1) خاتمہ سورت کا مضمون سورت سے ربط:

آپ کا بعض بعض سورتوں کے اختتام پر یہ اسلوب نظر آتا ہے کہ سورت کی آخری آیات میں سورت کے تمام مضامین کا خلاصہ موجود ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

مثال:

قولہ (للہ ملک السموت] خلاصہ سورت مائدہ کا بیان ہے اور کلام نفی شرک اعتقادی کے متعلق ہے

(2) شانِ نزول کا بیان شاذ ہے:

سورتوں کے خلاصہ جات میں مضامین کے اجمال کی تفصیل کے دوران مؤلف نے آیت کا شانِ نزول بھی بیان کیا ہے مگر اتنا شاذ کہ شاید آپ کو اس کے بیان سے کوئی خاص دلچسپی نہیں، چنانچہ ایک مقام پر ہلکا سا اشارہ ملتا ہے، مثال ملاحظہ کریں:

قولہ [ولا یاتل] سے لے کر قولہ [رحیم] تک، حضرت ابو بکر کے حق میں ہے کہ جب انہوں نے مسطح کے بارہ حلف اٹھالی تھی۔

حاصل سورہ

مذکورہ عنوان کے تحت مؤلف نے زیادہ تر ان آیات (اکثر صرف راس آیات، جن کے سامنے کبھی الآیہ لکھتے ہیں، کبھی نہیں) کو جمع کیا ہے جنہیں پوری سورت کے مضامین میں اہم مقام حاصل ہے جن پر نظر ڈالنے سے گویا پوری سورت کے نقشے کی تمام لکیریں ابھر کر سامنے آجاتی ہیں جن پر کہ پوری سورت کی مربوط تفسیری عمارت تعمیر ہوتی ہے، البتہ سورتوں کے حاصل بیان کرنے میں کوئی باقاعدہ منہج تو معلوم نہیں ہوتا مگر اتنی بات ضرور ہے کہ مؤلف کے نزدیک چونکہ توحید ہی پورے قرآن کریم کا دعویٰ ہے اس۔ لیے بیان کردہ حاصل میں اکثر وہی آیات جمع کی ہیں جو کسی نہ کسی صورت میں توحید کے اثبات اور شرک کے رد سے واسطہ رکھتی ہیں چنانچہ اس مقصد کے لئے بیان کئے جانے والے اہم نکات قدرے تقدیم و تاخیر، اجمال و تفصیل کے ساتھ ایک جیسے ہی ہیں، چنانچہ بیان حاصل کے حوالے سے ہم سورتوں کو دو بنیادی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

ا۔ ان سورتوں کا بیان جن کا حاصل بیان نہیں کیا گیا

۲۔ ان سورتوں کا بیان جن کا حاصل، بیان کیا گیا ہے

ذیل میں دونوں کی وضاحت کی جاتی ہے:

ا۔ ان سورتوں کا بیان جن کا حاصل، بیان نہیں کیا گیا

صاحب نے بعض سورتوں کا حاصل بیان نہیں کیا اور اسکی کوئی واضح وجہ بھی سامنے نہیں آسکی وہ سے تنتالیس (43) سورتیں درج ذیل ہیں:

(1) سورت فاتحہ، (۲) سورت رحمن (۳) سورت معارج (۴) قیامہ تا سورت ناس چالیس سورتیں

ان سورتوں کا بیان جن کا حاصل بیان کیا گیا ہے

مولف نے جن سورتوں کا حاصل بیان کیا ہے، ان کی تعداد اکہتر (۷۱) ہے، کتاب چونکہ املائی طرز پر ہے اور اس اسلوب کی وجہ سے سورت کے حاصل کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ آیت قرآنی کہاں تک ہے اور آپ کے اپنے الفاظ کہاں سے شروع ہوتے اور کہاں ختم ہوتے ہیں اور اسی طرح آیات کے نمبر نہ لگانے کی وجہ سے یہ معلوم کرنا بھی بہت مشکل ہوتا ہے کہ کئی ساری مطلوبہ آیات ترتیب وار لکھنے کے بعد اچانک پیچھے کی کسی آیت کی طرح رجوع کر جاتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ آیت آپ کے نزدیک سورت کی مرکزی آیت ہے اس لئے باقی کو اس کے ساتھ مربوط کر کے سورت کا حاصل، مکمل کرنا چاہ رہے ہوتے ہیں ذیل میں ہم مؤلف کے اس سلسلہ کے بیانات کو ذیل کے عنوانات اور ان کی مثالوں کے ساتھ ملخص کرتے ہیں تاکہ ان کا منبع واضح ہو جائے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حاصل پر مبنی سورتوں کو دو ذیلی تقسیمات پر منقسم کر دیا جائے، پھر ان کی مثالیں پیش کر دی جائیں تاکہ منہج واسلوب سمجھنے میں مزید آسانی ہو جائے، چنانچہ وہ تقسیم درج ذیل ہے:

(۱) صرف آیات پر مبنی حاصل، والی سورتوں کا بیان

(۲) آیات مع توضیحات پر مبنی حاصل، والی سورتوں کا بیان

ذیل میں دونوں کی قدرے تفصیل پیش کی جاتی ہے:

(۱) صرف آیات پر مبنی حاصل، والی سورتوں کا بیان

انتالیس(۳۹)سورتیں ایسی معلوم ہوئی ہیں جن کے حاصل کے بیان میں مؤلف نے محض آیات ذکر کرنے پر کیا ہے، کبھی مقصودی آیات کے ذکر کے بعد صرف الحاصل، لاکر مزید آیات ہی بطور حاصل ذکر کرتے ہیں، اپنی سے کوئی توضیحات نہیں لاتے، ذیل میں ہم پہلے ان سورتوں کے اسماء ذکر کریں گے، پھر نمونے کے طور پر مثال پیش کریں گے۔

سورتوں کے نام درج ذیل ہیں:

سورت آل عمران، سورت نساء سورت انعام، سورت حجر، سورت انبیاء، سورت قصص، سورت روم، سورت سجدہ، سورت احزاب سورت حم مومن (غافر)، سورت حم شوری، سورت حم زخرف سورت حم دخان، سورت حم جاثیہ، سورت حم احقاف، سورت محمد، سورت حجرات، سورت ق، سورت ذریت، سورت طور، سورت نجم، سورت واقعہ، سورت حدید سورت مجادلہ، سورت حشر، سورت ممتحنہ، سورت ملک، سورت جمعہ، سورت منافقون، سورت تغابن، سورت طلاق، سورت تحریم، سورت ملک، سورت قلم، سورت حاقہ، سورت نوح، سورت جن، سورت مزمل، سورت مدثر

مثال:حاصل سورت احزاب

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِينَ وَالْمُنٰفِقِينَ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ، وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰى إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ إِنَّ اللهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ وَكَفٰى بِاللهِ وَكِيلًا] [وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرٰهِيمَ وَمُوسٰى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيظًا لِيَسْئَلَ الصّٰدِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكٰفِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا] [يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلٰئِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلٰمٌ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَّدَاعِيًا إِلَى اللهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللهِ فَضْلًا كَبِيْرًا وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِينَ وَالْمُنٰفِقِينَ وَدَعْ أَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ وَكَفٰى بِاللهِ وَكِيلًا] [يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللهِ].

مقالہ نگار کی رائے:

مقالہ نگار کی نظر میں مؤلف کے کتاب میں حاصل، بیان کرنے کے عمومی اسلوب کو دیکھتے ہوئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مولف اس سلسلہ میں عموما یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ پہلے چند مقصودی آیات ذکر کرتے ہیں پھر " الحاصل لکھ کر نتیجہ اخذ کر لیتے ہیں جو سورت کا حاصل شمار ہوتا ہے کبھی الحاصل بھی ذکر نہیں کرتے جس سے آپ کے منہج کو سمجھنے میں یہ مشکل پیش آتی ہے۔

(۲) آیات مع توضیحات پر مبنی حاصل والی سورتوں کا بیان

اس عنوان کے تحت ہم کوشش کریں گے کہ سورتوں کے حاصل، بیان کرتے ہوئے مؤلف آیات قرآنیہ تو اکثر لاتے ہیں مگر کہیں کہیں کچھ توضیحات کا سہارا لے کر بھی حاصل بیک پہنچتے ہیں، ہم آپ کی پیش کردہ توضیحات کاری زیادو تر تذکرہ شامل کریں تاکہ پتہ چل سکے کہ آپ نے توضیحات کے لئے کیا کیا صورتیں اختیار کی ہیں، جو سورت کے حاصل نیک پہنچنے کا ذریعہ نہیں، ذیل میں ہم ایک مثال بطور نمونہ پیش کر کے باقی کی طرف مراجعت کے حوالہ جات ذکر کریں گے؟

مثال: توضیح بذریعہ مقررہ اصطلاحات

مؤلف کہیں کہیں اپنی وضع کردہ اصطلاحات کے ذریعے سورت کا حاصل، بیان کرنے میں مدد لیتے ہیں، چنانچہ

سورت بقرہ کے حاصل کے تحت لکھتے ہیں:

فازلھما الشیطن عنھا فاخرجھما مما کانا فیہ)(فیہ نفي علم الغیب ونفي التصرف من الآدم)

مختصر خلاصہ سورہ

اس عنوان کے تحت مولف نے سورتوں کے بیان کردہ تفصیلی خلاصہ جات کا مزید اختصار کیا ہے، جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے، اور بڑی مہارت کے ساتھ سورت کے تمام مضامین کی تفصیلات کو چند جملوں میں محصور کر دیا ہے شاندار ہے کہ سورت کا لب لباب سامنے آجاتا ہے، مقالہ نگار کے خیال میں اگر اسے سورت کا مرکزی خیال قرار دیا جائے تو بے جانہ ہو گا اور اس تمہید کے بعد پوری کتاب میں بیان کردہ مختصر خلاصہ جات پر تفصیلی نظر ڈالنے سے یہ بات سامنے آتی ہے

کہ آپ نے سورت فاتحہ سے لے کر سورت محمد (ﷺ) تک تو کا ہر تمام سورتوں کے مختصر خلاصہ جات بیان کئے ہیں محض سورت اعراف اور سورت ظاہر لکھے گئے عنوان میں شائد کتابت کی غلطی سے لفظ مختصر نہیں لایا گیا البتہ ترتیب کے مطابق مختصر خلاصہ جات دونوں کے مذکور ہیں مزید یہ کہ سورت تین کے علاوہ سورت فتح سے لے کر سورت ناس تک کسی سورت کا مختصر خلاصہ درج نہیں کیا گیا جس کی وجہ آپ نے یوں بیان کی ہے۔

محمد) سے لے کر (ق) تک قتال اور وعدہ فتح کا بیان ہو گا، (ق) سے (قمر) تک احوال آخرت و ثبوت قیامت علی سبیل الترقی مع التوحید کا بیان ہو گا اور (قمر) سے لے کر (الناس) تک توحید و نفی شرک بر کتی علی وجہ الکمال بیان کیا جائے گا۔

مختصر خلاصہ کی مثال:

سورت بقرہ کے ارباع عشرۃ (کل دس پاؤ) میں سے پہلے ارباع خمسہ میں چار بحثیں ہیں:

(۱) توحید (۲) ثبوت رسالت (۳) دفع شبہات (۳) نفی شرک فعلی

باقی ارباع خمسہ میں تین دفعہ ذکر امور انتظامیہ جس میں ہر دفعہ جہاد و انفاق کو بیان کیا گیا چونکہ انفاق للجہاد اور جہاد لدفع الشرک واشاعت التوحید تھا تو ساری سورت کا حاصل توحید یعنی (یا یھا الناس اعبدوا ربکم) ہو گا۔

مقالہ نگار کی رائے:

آپ کے بیان کردہ اکثر خلاصہ جات میں یہ بات مشترک نظر آتی ہے کہ مؤلف کا اختتامی نکتہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ توحید اختیار کرو اور شرک چھوڑ دو۔

خلاصہ در خلاصہ

سورتوں کے خلاصہ جات کے بیان میں آپ نے گویا اس عنوان کے تحت دریا کوزے میں بند کر دیا ہے، محض ایک یا نصف سطر پر مشتمل یہ خلاصہ جات جہاں اسم با مسمی ہیں وہاں مؤلف کی قرآن فہمی میں عرق ریزی کی عمدہ مثال ہیں، ان کے بیان میں آپ کبھی کبھار عربی زبان بھی استعمال کر لیتے ہیں جب کہ عام ترتیب اردو میں ہی خلاصہ جات بیان کرنے کی ہے ذیل میں بطور نمونہ دونوں کی ایک ایک مثال پیش کی جاتی ہے:

مثال خلاصہ در خلاصہ سورت مؤمنون

سورت مؤمنون میں مومنوں کی بدنامی کی تشہیر کے حیلے تراشنے، زنا کی طرف لے جانے والی چیزوں سے اجتناب کرنے، خاص اللہ تعالیٰ کو پکارنے اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرانے کا حکم بیان ہوا اس بنا پر آپ اس سورت کا خلاصہ در خلاصہ یوں بیان کرتے ہیں:

سفیروں کے اہل بیت پر تہمتیں نہ لگاؤ، مسلہ توحید کو نقصان پہنچے گا"

مثال: ۲ خلاصہ در خلاصہ

سورت محمد (ﷺ) میں معائدین محاربین کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم مذکور تھا تاکہ علم توحید غالب رہے، چنانچہ

خلاصہ در خلاصہ (عربی) میں بھی اس کی جھلک نظر آتی ہے، لکھتے ہیں:

قاتلو الإعلاء كلمة التوحيد لا إله إلا الله کلمہ توحید الاالہ الا اللہ کے غلبہ کے لئے جہاد کرو۔

حوالہ جات

[1] عثمانی، محمد تقی، علوم القرآن، کراچی، مکتبہ دار العلوم، 2015ء، ص267

ʿUthmānī, Muḥammad Taqī, ʿUlūm al-Qurʾān, Karāchī, Maktabat Dār al-ʿUlūm, 2015, p. 267

[2] الوانی، مولانا حسین علی، تسہیل بلغۃ الحیران، پشاور، اشاعت اکیڈمی، 2019ء، ج1، ص178

al-Wānī, Mawlānā Ḥusayn ʿAlī, Tashīl Buluġhat al-Ḥayrān, Peshāwar, Ishāʿat Academy, 2019, vol. 1, p. 178

[3] محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات قرآنی، لاہور، الفیصل ناشران وکتب خانہ، 2017ء، ص276

Maḥmūd Aḥmad Ghāzī, Dr., Muḥāḍarāt Qurʾānī, Lāhawr, al-Fayṣal Nāsharān wa-Kutub Khāna, 2017, p. 276

[4] طاہری، مولانا سلطان غنی عارف، نظم الدرر فی تناسب السور، مردان، مکتبہ طاہریہ، سن، ص36

Ṭāhirī, Mawlānā Sulṭān Ghanī ʿĀrif, Naẓm al-Durr fī Tanāsib al-Suwar, Mardān, Maktabat Ṭāhiriyyah, n.d., p. 36

[5] سعید حوی، الاساس فی التفسیر، جدہ، دار السلام للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1985ء، ج1 ص21

Saʿīd Ḥawwī, al-Asās fī al-Tafsīr, Jiddah, Dār al-Salām li-al-Ṭibāʿah wa-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ, 1985, vol. 1, p. 21

[6] الوانی، مولانا حسین علی، تسہیل بلغۃ الحیران، ج2، ص87

al-Wānī, Mawlānā Ḥusayn ʿAlī, Tashīl Buluġhat al-Ḥayrān, vol. 2, p. 87

[7] الوانی، مولانا حسین علی، تسہیل بلغۃ الحیران، ج1، ص143

al-Wānī, Mawlānā Ḥusayn ʿAlī, Tashīl Buluġhat al-Ḥayrān, vol. 1, p. 143

[8] غرناطی، ابن الزبیر، علی بن ابراہیم، البرھان فی تناسب سور القرآن، جدہ، دار السلام للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1428ھ، ص83

Gharnāṭī, Ibn al-Zubayr, ʿAlī ibn Ibrāhīm, al-Burhān fī Tanāsib Suwar al-Qurʾān, Jiddah, Dār al-Salām li-al-Ṭibāʿah wa-al-Tawzīʿ, 1428 AH, p. 83

[9] سیوطی، جلال الدین، تناسق الدرر فی تناسب السور، لبنان، عالم الکتب، 2009ء، ص41

Suyūṭī, Jalāl al-Dīn, Tanāsuq al-Durr fī Tanāsib al-Suwar, Lubnān, ʿĀlam al-Kutub, 2009, p. 41

[10] الوانی، مولانا حسین علی، تسہیل بلغۃ الحیران، ج2، ص187

al-Wānī, Mawlānā Ḥusayn ʿAlī, Tashīl Buluġhat al-Ḥayrān, vol. 2, p. 187

[11] الوانی، مولانا حسین علی، تسہیل بلغۃ الحیران، ج2، ص188

al-Wānī, Mawlānā Ḥusayn ʿAlī, Tashīl Buluġhat al-Ḥayrān, vol. 2, p. 188

[12] الوانی، مولانا حسین علی، تسہیل بلغۃ الحیران، ج2، ص593

al-Wānī, Mawlānā Ḥusayn ʿAlī, Tashīl Buluġhat al-Ḥayrān, vol. 2, p. 593

[13] الوانی، مولانا حسین علی، تسہیل بلغۃ الحیران، ج2، ص31

al-Wānī, Mawlānā Ḥusayn ʿAlī, Tashīl Buluġhat al-Ḥayrān, vol. 2, p. 31

[14] نیلوی، سید محمد حسین، تفسیر تبیان الفرقان، سرگودھا، اشاعۃ التوحید والسنۃ، ص433

Nīlawī, Sayyid Muḥammad Ḥusayn, Tafsīr Tabayān al-Furqān, Sargodha, Ishāʿat al-Tawḥīd wa-al-Sunnah, p. 433

[15] نیلوی، سید محمد حسین، تفسیر تبیان الفرقان، ص573

Nīlawī, Sayyid Muḥammad Ḥusayn, Tafsīr Tabayān al-Furqān, p. 573

[16] الوانی، مولانا حسین علی، تسہیل بلغۃ الحیران، ج2، ص449

al-Wānī, Mawlānā Ḥusayn ʿAlī, Tashīl Buluġhat al-Ḥayrān, vol. 2, p. 449

[17] ایضا، ص450

Ibid, P 450

[18] الوانی، مولانا حسین علی، تسہیل بلغۃ الحیران، ج1، ص144

al-Wānī, Mawlānā Ḥusayn ʿAlī, Tashīl Buluġhat al-Ḥayrān, vol. 1, p. 144

[19] الوانی، مولانا حسین علی، تسہیل بلغۃ الحیران، ج2، ص646

al-Wānī, Mawlānā Ḥusayn ʿAlī, Tashīl Buluġhat al-Ḥayrān, vol. 2, p. 646